درس ترمذی شریف

افادیت : حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مد ظلہ العالی
ضبط و ترتیب : مولانا عبدالقیوم حقانی

نظامِ اکل و شرب میں شریعت کی رہنمائی

امام ترمذی کی جامع السنن کے کتاب الاطعمہ کی روشنی میں

باب ماجاء انهشو اللحم نهشاً

ترجمہ الباب۔ گوشت نوچ کر کھانا۔ یعنی گوشت دانتوں سے نوچ نوچ کر کھایا کرو۔

حدثنا احمد بن منيع ثنا سفيان بن عيينه عن عبدالكريم ابى امية عن عبدالله بن الحارث قال زوجنى ابى فدعا (اناسا) فيهم صفوان بن امية، فقال ان رسول الله ﷺ قال انهشوا اللحم نهشاً فانه ا هنا وامرا. ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن حارث کہتے ہیں کہ میرے والد نے میری شادی کے موقع پر دعوت کا اہتمام کیا جس میں صفوان بن امیہؓ بھی شامل تھے۔ انھوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ گوشت دانتوں سے نوچ کر کھایا کرو۔ کیونکہ یہ اسی طرح کھانے سے زیادہ لذیذ اور زود ہضم ہوتا ہے۔

باب کی غرض انعقاد یہ بتانا ہے کہ ہڈی پر جو گوشت لگا ہوتا ہے اس کو دانتوں کیساتھ نوچ لینا چاہیے' یہ حضور اقدس ﷺ کی سنت ہے۔ عجمی متکبرین کو اس سے نفرت تھی مسلمانوں کو عجمی متکبرین کے فضائل اور ان کی عادات نہیں اختیار کرنی چاہیے۔ یہ متکبرین چھری کانٹے سے گوشت نوچتے رہتے ہیں یا ہاتھوں سے اور ہاتھوں کی انگلیوں سے جتنا ممکن ہو سکے گوشت لے لیتے ہیں منہ سے ہڈی پکڑنا اور دانتوں سے نوچنا وہ اسے اپنے لئے عیب اور عار سمجھتے ہیں۔

قال الهسو اللحم نهشا فانه اهنا وامرا نهس (بالسين المهملة) بھی آیا ہے اور نھش (بالسین المعجمہ) بھی آیا ہے جب نہس (سین کے ساتھ) بولا جائے تو معنی اخذه باطراف الاسنان ہے اور جب نھش (شین کے ساتھ) بولا جائے تو معنی اخذه يجيع الاسنان ہے باضراسہ ہے۔ امام اصمعی نے دونوں کا ایک ہی معنی بتایا ہے وهوا لقبض على اللحم بالفم

وازالته عن العظم یعنی منہ سے گوشت کو نوچ کر اسے ہڈی سے الگ کرنا۔ ہڈی کو منہ سے پکڑنا اور گوشت کو دانتوں سے نوچنا اس میں عیب اور عار کی کوئی بات نہیں ہے جب ہڈی پر گوشت موجود ہے اور گوشت کے ٹکڑے لگے ہوئے ہیں تو اسے کھائے اور نوچے بغیر نہ چھوڑیں کہ اصل لذت اور برکت اسی صورت میں ہے جو ہڈی پر لگا ہوا ہے البتہ جہاں گوشت ہی گوشت ہو دعوت کا اہتمام ہو اونٹ کا اونٹ اور سالم دنبہ پڑا ہوا ہو (بڑے بڑے ٹکڑے پڑے ہوں) تو وہاں سنت یہ نہیں ہے کہ آدمی ایک بڑی ہڈی اٹھا کر بیٹھ جائے اور گوشت کی چورن چوستا رہے یا سارا وقت ایک ہڈی ہی کے نوچنے پر صرف کردے۔

شریعت نے تو ہر چیز میں اعتدال کا حکم دیا ہے سلیقہ' اخلاق اور میانہ روی کی تعلیم دی ہے اگر گوشت کی چھوٹی چھوٹی بوٹیاں ہیں اور گوشت کے ریشے اور ٹکڑے ہڈی پر باقی ہیں اور وہ ضائع ہوتے ہیں تو اس گوشت کو ہڈی سے نوچ لینا چاہئے۔ اور اگر گوشت کے بڑے بڑے ٹکڑے ہیں تو وہاں چھری سے کاٹنا اور چھری کا استعمال کرنا بھی جائز ہے۔ ولم یثبت النهی عن قطع اللحم بالسکین بل ثبت الحزمین الکتف فیختلف باختلاف اللحم کما اذا عسر نهشه بالسن قطع بالسکین۔ اگلے باب کی حدیث میں اسکا قطعی جواز بھی ثابت ہے۔

یہ انگریزوں کی عادات ہیں کہ چھوٹی چھوٹی چیزیں چھری کانٹے سے اٹھا کے کھاتے ہیں جبکہ ہاتھوں میں پکڑنا اور دانتوں سے نوچنا عیب سمجھتے ہیں حدیث میں اس کی نفی مذکور ہے اور جہاں کہیں عادت بالکل انگریزی تہذیب کے دلدادہ گان کے شعار بن جاتے ہیں وہاں اس سے احتراز ضروری ہے کہ من تشبه بقوم فهو منهم کا مصداق نہ بنا جائے۔

اهناء وامراء : یہ هنیئا مریئا کے مترادف ہے کہ یہ کھانا لذیز بھی ہے ثقیل نہیں بلکہ نرم غذا ہے اور ہاضم بھی ہے۔ هنیئا الطعام اور مراء الطعام دونوں مترادف المعنی ہیں البتہ بعض حضرات نے دونوں میں فرق بھی بیان کیا ہے هنیئا سے مراد طعام میں لذت ہے لذیذ چیز ہے هنا علیه کہ ان پر کھانا لذیذ ہوا۔ بعض چیزیں لذیذ ہوتی ہیں مرچ مصالحہ کباب اور روغنیات سے ان میں لذت پیدا ہو جاتی ہے مگر بعد میں وہ کھانے بوجھ بن جاتے ہیں اور معدہ پر ثقیل ہوتے ہیں زود ہضم نہیں ہوتے یہ

کھانے ھنیئاً تو ہیں مگر مریئاً نہیں ہیں بعض طعام بظاہر بے لذت ہوتے ہیں ان میں مصالحہ جات اور روغنیات شریک نہیں ہوتیں جیسے کھیر وغیرہ ایسے کھانے "مریئاً" تو ہوتے ہیں وھوا ان لا یثقل علی المعدة و ینھضم عنھا مگر یہ ھنیئا نہیں ہیں لذیذ بھی ہوں زود ہضم بھی ہوں اور معدہ پر بوجھ بھی نہ بنیں یہ طعام ھنیئا مریئا ہے بعض دوست چینی کھانوں کے دلدادہ ہوتے ہیں جو بہت مہنگے پڑتے ہیں جب ان سے وجہ پوچھی تو یہی کہا کہ وہ کھانے کے بعد معدہ پر بوجھ نہیں بنتے خود بھی اس کا تجربہ ہوا کہ یہ مریئا کے مصداق ہیں۔

هناء الھنی سے ہے وھواللذیذالموافق للغرض

امرا استمراء سے وھوذھاب کظمة الطعام

ھنأالطعام اس کھانے پر بولا جاتا ہے اذاکان سائغاً اور جاریا فی الحلق من غیر تعب۔ دانتوں سے چبائے جانے کے باعث نرم ہو جاتا ہے معدے کو دانتوں سے چبائے جانے کا بوجھ نہ اٹھانا پڑے گا۔

باب ماجاء عن النبی ﷺ من الرخصة فی قطع اللحم بالسکین

ترجمہ الباب چھری سے گوشت کاٹ کر کھانے کی اجازت۔

حدثنا محمد بن غیلان ثنا عبدالرزاق ثنا معمر عن الزھری عن جعفر بن عمروبن امیة الضمری انه رائ احتز من کتف شاةٍ فا کل منھا ثم مضٰی الی الصلوٰة ولم یتوضا۔ (ترجمہ) حضرت عمرو بن امیہ ضمری فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو بکری کے شانے سے چھری کے ساتھ گوشت کاٹ کر کھاتے ہوئے دیکھا، پھر آپؐ وضو کے بغیر نماز کے لئے تشریف لے گئے۔ مضمون حدیث یہ ہے کہ حدیث کے راوی کہتے ہیں کہ میں نے حضور اقدس ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے بکرے کے بازو سے چھری سے گوشت کا ایک ٹکڑا کاٹا اور تناول فرمایا اور نماز کے لئے تشریف لے گئے مگر وضو کی تجدید نہ فرمائی۔

احتزاز قطع بالسکین یعنی چھری سے کاٹنے کو کہتے ہیں۔ ولم یتوضاء اس سے یہ مسئلہ بھی واضح ہو گیا کہ مست النار کے کھانے سے وضو لازم نہیں ہوتا۔ یہ حدیث بنیادی طور پر ابواب الطھارة میں

ذکر کی جاتی ہے یہاں مصنف نے قطع بالسکین کے جواز کیلئے اسکا ذکر کیا اور جن روایات میں وضو کا ذکر ہے اس سے مراد وضوء لغوی ہوتا ہے یا ابتداء میں تھا اور بعد میں منسوخ ہو گیا یہ مباحث آپ نے اپنے مقامات پر تفصیل سے پڑھے ہیں یہاں ان تفصیلات اور دلائل کی ضرورت نہیں ہے البتہ اس حدیث سے قطع بالسکین (چھری کیساتھ کاٹ کر کھانے) کا جواز تو ثابت ہو گیا۔ مگر اسے عادت نہیں بنانا چاہیے جیسا کہ حضور اقدس ﷺ سے روایت ہے۔ لا تقطعوا اللحم بالسکین فانہ صنع الاعاجم وانھسوہ فانہ اھنئاً و امرا چھری سے کاٹ کر نہ کھاؤ کیونکہ یہ عجمیوں کا طریقہ ہے بلکہ گوشت کو دانتوں سے نوچ نوچ کر کھاؤ کیونکہ دانتوں سے نوچ نوچ کر کھانا زیادہ لذت بخش اور زیادہ خوشگوار ہے۔

اس حدیث میں گوشت کو چھری کیساتھ کھانے کو عجمیوں کا طریقہ بتایا گیا ہے عرب کے لوگ اپنے علاوہ دنیا کے سارے لوگوں کو عجمی کہا کرتے تھے۔ مگر یہاں اہل فارس مراد ہیں کہ وہ لوگ از راہ تکبر و غرور گوشت وغیرہ چھریوں سے کاٹ کر کھاتے تھے جبکہ حدیث باب سے ثابت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے بھی چھری سے کاٹ کر گوشت کھایا ہے لہذا دونوں روایات میں تطبیق یہ ہے کہ اگر گوشت نرم اور پکا ہوا ہے تو اس کو چھری کی بجائے دانتوں سے کاٹ کر کھانا چاہیے اور اگر گوشت سخت ہو تو پھر چھری سے کاٹ کر کھانا جائز ہو گا۔ تاہم یاد رہے کے اس حدیث میں ممانعت یہ نھی تنزیھی پر حمل ہے اور جہاں یہود و نصاریٰ اور مغربی دنیا کا شعار بن گیا ہے وہاں مشابہت سے بچنے کے لئے احتیاط ضروری ہے۔

حلت اور حرمتِ لحم کی بحث اکل لحم شکرانِ نعمت ہے حرمتِ لحم کا مردود فلسفہ' تحفہ لحمیہ' عقیدہ تناسخ ذراع کی بحث اور کھانے میں برکت کے واقعات

باب ماجاء ایّ اللحم کان احب الیٰ رسول اللہ ﷺ

(ترجمہ) آنحضرت ﷺ کو کونسا گوشت پسند تھا۔

حدیث ۱) حدثنا واصل بن عبدالاعلی ثنا محمد بن الفضیل عن ابی حیان التیمی عن ابی زرعة بن عمرو بن جریر عن ابی ھریرہ قال : اُتی النبی ﷺ

بلحم فدفع اليه الذراع و كان يعجبه فنهش منها۔

(ترجمہ) حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں گوشت پیش کیا گیا تو آپ کو دستی کا گوشت دیا گیا، جو آپؐ کو بہت پسند تھا۔ لہذا آپؐ نے اسے دانتوں سے نوچ کر کھایا۔

(حدیث۲) حدثنا الحسن بن محمد الزعفراني ثنا يحيٰ بن عباد ابو عباد ثنا فليح بن سليمان عن عبدالوهاب بن الزبير عن عائشة قالت : ما كان الذراع احب اللحم الى رسول الله ﷺ ولكن كان لا يجد اللحم الا غبا فكان يعجل اليه لا نه اعجلها نضجاً۔ (ترجمہ) حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ آنحضرت کو دستی کا گوشت زیادہ پسند نہیں تھا بلکہ بات یہ تھی کہ گوشت ایک دن کے ناغے کے ساتھ ملا کرتا تھا لہذا آپ اسے کھانے میں جلدی کیا کرتے تھے اور یہی حصہ جلدی گل سکتا ہے

گوشت کا استعمال انسانی فطرت گوشت کے ساتھ رغبت' محبت اور گوشت کھانا یہ انسانی فطرت کا خاصہ ہے بعض ادیان اور بعض مذاہب کی تمام تر بنیاد اور اولین تعلیم گوشت سے نفرت اور اس کے کھانے سے احترازو اجتناب پر مبنی ہے۔

اکل و عدم اکل لحم کے دو گروہ گوشت کی حلت و حرمت یا استعمال اور عدم استعمال کے سلسلہ میں دنیا کے لوگ دو حصوں میں تقسیم ہیں۔ ایک گروہ کے نزدیک گوشت کا استعمال اور کھانا حرام ہے ان کے نزدیک کسی بھی جاندار کا گوشت کھانا حرام ہے وہ اسے ظلم کہتے ہیں کہ آدمی ذی روح کو ذبح کرے اور پھر اس کا گوشت کھائے گوتم بدھ کی تعلیمات میں بھی یہی ہے۔ اور ان کے مذہب میں گوشت کھانا حرام ہے۔ ہندوستان میں کروڑوں ہندوؤں کا یہی مذہب ہے کہ گوشت کھانا حرام ہے۔ ان کے نزدیک یہ ظلم ہے فلسفہ اس کا یہ ہے کہ گوشت کھانے کیلئے کسی جاندار پر ظلم نہیں کرنا چاہیے جو چیز بھی ذبح کی اور اسکا گوشت کھایا یا زندہ مار کر کھایا جائے یہ انکے نزدیک ظلم ہے مگر یہ غیر فطری بات ہے غیر فطری فلسفہ ہے عقل کے بھی خلاف ہے اور نقل کے بھی۔

حلال گوشت اللہ کی نعمت اللہ تعالیٰ نے جو چیز بھی انسانوں کے لئے جائز اور حلال قرار دی ہے وہ جائز ہے حلال ہے۔ اور اسی دائرے میں اللہ تعالیٰ نے انسان کو یہ حق بخشا ہے کہ جو حلال حیوانات

طیبات اور پاکیزہ اشیاء ہیں ان کو کھانا چاہیے کہ یہ بھی اللہ تعالیٰ کی نعمتیں ہیں۔

نباتات میں بھی حیات ہے اگر وہ حلال حیوانات کی ذبح کو ظلم کہتے ہیں اور سبزی کھانے پر اکتفا کرتے ہیں تو سبزی کھانا بھی ظلم ہے اور اناج کھانا بھی ظلم ہے کیونکہ سبزیوں اور اناج میں بھی حیات ہے زندگی ہے۔ وان من شئی الا یسبح بحمدہ ولکن لا تفقھون جبکہ اب تو سائنسی تحقیقات کا دور ہے یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ اناج اور سبزیوں میں حیات بھی ہے اور شعور بھی نباتات کے بارے میں اہل ریسرچ کا دعویٰ ہے کہ یہ بھی زندہ ہیں ان میں شعور بھی ہے اور احساس تک ان میں موجود ہے۔ ڈرتے بھی ہیں حتی کہ خوشی و مسرت کے جذبات بھی رکھتے ہیں ایسے درخت بھی ہیں جن کیلئے ساز و موسیقی کا اہتمام کیا جاتا ہے ان پر وجد بھی آتا ہے ناچتے بھی ہیں۔

زمین میں بھی حیات و شعور موجود ہے: حتی کہ حیات و شعور اور احساس تو زمین میں بھی موجود ہے پھر تو انہیں زمین پر نہیں رہنا چاہیے۔ یہ ظلم ہے کوئی اسے کھودتا ہے کوئی اس پر 20 منزلہ بلڈنگ کھڑی کر دیتا ہے۔ اسمیں ہل چلائے جاتے ہیں بم برسائے جاتے ہیں۔ تو اس پر تمھارا چلنا اور بسنا بھی تو ظلم ہے اگر حیوانات کا ذبحیہ اور گوشت کھانا ظلم ہے تو سبزیوں کا کاٹنا اور پکانا بھی ظلم ہونا چاہیے۔

گوشت کھانا شکران نعمت اور نہ کھانا کفران نعمت ہے: مگر یہ ایک حقیقت ہے کہ حیوانات ہوں یا نباتات سب اللہ تعالیٰ نے انسان کی خدمت کیلئے پیدا کئے ہیں انکا کھانا شکران نعمت اور نہ کھانا کفران نعمت ہے۔

آج بھی دنیا میں ایسے لوگ موجود ہیں جو گوشت اور گوشت سے پکائی ہوئی چیزوں کو ہاتھ بھی نہیں لگاتے وہ اسے مذہبی لحاظ سے برا سمجھتے ہیں بڑی دعوتوں میں جب وہ مدعو ہوتے ہیں تو ان کیلئے سبزیوں اور دالوں کا الگ اہتمام ہوتا ہے۔ ہندوستان میں ہمارے اکابرین دیوبند اور علماء کے غیر مسلموں کیساتھ اس موضوع پر تفصیل سے مذاکرات اور مباحثے ہوا کرتے تھے مگر عملی میدان میں اہل باطل کے پاس جواب نہیں ہوتا تھا اور وہ شکست کھا جاتے تھے آریہ سماج وغیرہ نے یہ فتنے اٹھائے تھے۔

حجۃ الاسلام مولانا محمد قاسم نانوتوی کا مقام امامت دارالعلوم دیوبند کے بانی "حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ" صرف دارالعلوم نہیں چلاتے تھے بلکہ مشرکین اور ہندو اور آریہ سماج سے مناظرے اور مباحثے بھی کیا کرتے تھے۔ جہاد اعلاء کلمۃ اللہ کا فرض بھی ادا کیا کرتے اور علوم و معارف کے مراکز کی سرپرستی بھی فرماتے تھے۔

حلت لحم پر حضرت نانوتویؒ نے ایک مستقل کتاب تحریر فرمائی تھی جس کا نام "تحفۂ لحمیہ" ہے حضرت نانوتویؒ، جو جدید علم کلام کے بانی ہیں وہ صرف ایک مولوی اور ایک مدرسہ کے بانی نہیں تھے بلکہ متکلم اسلام تھے انہوں نے اسلام کے نظریات اور اصول کو عقل و دلائل کے ساتھ ثابت کیا وہ اس میدان میں امام غزالی اور امام رازی کے ساتھ علم کلام میں برابر تھے۔ انہوں نے قطعی دلائل اور براہین کے ساتھ دفاع کیا اور سینکڑوں سال تک اسلام کی صداقتوں کو محفوظ کر لیا۔ مولانا محمد قاسم نانوتوی کون تھے ان کے علوم و معارف کیا تھے حضرت گنگوہیؒ کا فلسفہ کیا تھا وہ تو ان کی کتابیں پڑھ کر معلوم ہوگا جدید فلسفہ اور دلائل کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے ان پر ایسے ایسے انعامات فرمائے تھے کہ انہوں نے اپنی تحریرات کی ایک ایک سطر میں علوم و معارف کے سمندر جمع کر دیئے ہیں۔ ان کی کتب کو بڑے بڑے علماء، مناطقہ اور فلسفی سمجھ سکتے ہیں افسوس کہ ہمارے مدارس کے اساتذہ اور طلبہ نے ان کتابوں سے شغف چھوڑ دیا، جبکہ ان بزرگوں کی کتابوں کا مطالعہ نصاب کا لازمی حصہ ہونا چاہیے تھا۔

سلامتی فطرت کی دلیل بہرحال حضرت نانوتوی نے اس موضوع پر تحفہ لحمیہ لکھی ہے جس میں انہوں نے یہ بھی تحریر فرمایا ہے کہ انسان کی فطرت کی سلامتی کی دلیل گوشت سے محبت اور گوشت کھانے کی رغبت ہے۔ گوشت کی فطرت سے عین مطابقت کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ بدھ مت بھی، اور ہندو بھی چھپ چھپ کر گوشت کھاتے ہیں۔ اور اپنی فطری ضروریات کی تکمیل کرتے ہیں۔

عقیدہ تناسخ ہندوؤں کا ایک عقیدہ یہ بھی ہے کہ انسان مر کر دوبارہ دنیا میں آتا ہے اسکو تناسخ کہتے ہیں سینکڑوں سال سے اس موضوع پر دونوں طرف سے دلائل مضامین اور مناظرے ہوتے رہے

ہیں اکابر علماء دیوبند نے اس موضوع پر قطعی اور لاجواب دلائل لکھے ہیں کہ تناسخ نہیں ہے۔ سب نے آخرت میں جانا ہے اور پھر بارگاہ الٰہی میں پیش ہونا ہے۔ اہل تناسخ کہتے ہیں کہ اس دنیا میں اعمال کا نتیجہ ملے گا اگر زندگی گناہوں کی اور نجاست کی گزاری۔ یہ تو کتے کی شکل میں دوبارہ آئے گا چوہے' بلی' مینڈک کی شکل میں آئے گا خنزیر کی شکل میں آئے گا اور اگر نیک ہے اور صالح ہے تو ایک بادشاہ اور شہنشاہ کی شکل میں آئے گا۔ یہ عقیدہ تناسخ کا ہے۔ اسلام اس کا قائل نہیں ہے۔

ایک ہندو کا قبول اسلام شیخ الحدیث مولانا عبدالحق حضرت والد ماجد قدس سرہ قصہ سنایا کرتے تھے کہ ایک دفعہ ایک معروف ہندو نے اسلام قبول کیا تو ہندو اس کے پیچھے لگ گئے کہ تم نے ہندو مذہب چھوڑ کر اسلام کیوں قبول کر لیا تو اس نے جواب میں کہا بس اب مجھ سے مزید گوشت چھپ چھپ کر کھانے کی سکت نہیں رہی۔ جب چھپ چھپ کر کھاؤں گا تو گناہ گار ہوں گا اور مجرم ہو کر تناسخ کے مطابق کتے کی شکل میں آؤں گا۔ اور مسلمانوں کے گھروں میں گھس کر کھونے کھدروں میں ہڈیاں چچوڑتا پھروں گا اس سے بہتر یہ ہے کہ مسلمان ہو جاؤں اور علی الاعلان کھاتا رہوں جی بھر کر لذت اندوز کیوں نہ ہوں۔

عظمت مقام مستلزم ہے پاکیزہ طعام کو بہر حال گوشت کھانا اور پسند کرنا انسانی فطرت ہے جو شخصیت جس جگہ بھی اعلیٰ مقام پر فائز ہوگا اس کی فطرت اتنی ہی اعلیٰ ہوگی۔ دنیا میں پیغمبر ہی ایک ایسی ذات ہے جو اعلیٰ ترین مقام پر فائز ہے گوشت کی محبت اور خواہش' خوشبو کی محبت اور خواہش' یہ تو اللہ کی نعمتوں سے متمتع ہونا یہ تو حضورؐ کی فطرت سلیمہ کا تقاضا تھا۔ پیغمبر ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ وہ انسانیت سے نکل کر ملکوتیت میں داخل ہو گیا کہ نہ شادی کرے نہ کھانا کھائے یہ تو کفار کا تصور ہے ما کان لبنی ان یاکل الطعام ویمشی فی الاسواق (الآیۃ)۔

نہیں : پیغمبر تو انسان کامل ہوتا ہے جس میں خواہشات بھی بدرجہ اتم ہوتی ہے طبعی امور سے محبت بھی بدرجہ اتم ہوتی ہے حبب الی من الدنیا ثلث الطیب والنساء اس کے باوجود آپ سب کچھ مٹا کر اللہ کی رضا کے لئے عبادات کی طرف متوجہ ہوئے۔ گوشت بھی محبوب ہے پھر گوشت کی بھی اقسام ہیں حیوان میں ----- کئی حصے اور اجزاء ہیں حیوان کا جو حصہ زمین پر نہیں لگتا وہ عمدہ

اور اعلیٰ ہوتا ہے حیوان کے کچھ حصے ایسے ہوتے ہیں جو جلدی پکتے ہیں کچھ حصہ ریشہ دار ہوتا ہے جو سخت ہوتا ہے اور کافی وقت پکنے میں لگتا ہے۔

گوشت کھانا کوئی عیب نہیں بہر حال گوشت میں فرق ہے تو اعلیٰ ذوق اور عمدہ اور نفیس طبیعتیں نفس گوشت کو پسند کریں گی' اب یہ کوئی عیب کی بات نہیں ہے کہ حضور اقدس ﷺ کو گوشت کیوں پسند تھا۔ وہ توانسان تھے مرد کامل تھے آپ کے اعضاء قویٰ مضبوط تھے بلغمی اور صفرادی مزاج نہ تھا شوگر اور بلڈ پریشر سے پاک تھے حضور اقدس ﷺ کی صحت آخر تک بر قرار اور عمدہ تھی بال بالکل سیاہ تھے دانت مبارک صحیح تھے۔ اس لئے تو حضور اقدس ﷺ کو اعلیٰ عمدہ نفیس اور معیاری گوشت پسند تھا۔

ذراع کی بحث فدفع اليه الذراع قاموس میں ہے الذراع بالكسر من طرف الرمفق الى طرف الاصبح الوسطىٰ و الساعد. حضور اقدس کو یہ پسند تھا کہ یہ گوشت صاف ہوتا ہے اس میں ریشے نہیں ہوتے لذیذ بھی ہوتا ہے اور جلدی بھی پکتا ہے۔

وكان يعجبه شارحین لکھتے ہیں ای یروقه وهو يستحسنه ويحبه قال النووى محبته ﷺ للذراع لنضحها وسرعة استمرائها مع زيادة لذتها و حلاوة مذاقها و بعد ها عن مواضع الاذى.

دانتوں سے کاٹ کر کھانا فنهس منها یعنی حضور اقدس ﷺ نے اسکو دانتوں سے کاٹ کر تناول فرمایا چھری سے نہیں کاٹا دانتوں سے نوچ کر کھانے کی ترغیب بھی حضور ﷺ نے فرمائی ہے چنانچہ حدیث میں ہے کہ گوشت کو دانتوں سے نوچ کر کھایا کرو اس سے ہضم بھی خوب ہوتا ہے اور بدن کو زیادہ موافق پڑتا ہے۔ حضور ؐ کو حرص و ہوس اور بذات خود کھانے سے محبت نہ تھی یہ محض مادی محبت ہے جو مستحسن نہیں جضور ؐ کو اچھے کھانے پسند تھے مگر ضمناً مقصد صحت عافیت برائے عبادت و دعوت و جہاد ہے یہ محبت صرف اور صرف اللہ کی رضا کیلئے ہے پھر رغبت لحم کے متعدد وجوہ ہو سکتے ہیں ان میں ایک یہ بھی ہے کہ یہ جلدی پکتا اور گلتا ہے حضور اس لئے اسے پسند فرماتے تھے تاکہ جلدی سے فارغ ہو کر اپنے مشاغل میں مصروف ہوں۔ اور انکے پاس گھنٹوں بیٹھ

کر گوشت پکنے کا انتظار فرمانے کا وقت نہیں تھا، عبادت دعوت و جہاد تعلیم و تربیت امور مملکت کی بے حد ذمہ داریاں تھیں اور جب مہینوں کوئی چیز نہ کھائی ہو اور مل جائے تو فطرتی رغبت اور وقت کی کمی دونوں باتوں کا لحاظ ضروری ہوتا ہے۔

ایک یہودی عورت نے حضورؐ کو زہر کھلایا۔ ذراع سے محبت اور رغبت کے پیش نظر آپؐ کو اسی گوشت میں ایک یہودن نے زہر دیا تھا جیسا کہ شمائل ترمذی میں حضرت ابن مسعود سے روایت ہے قال كان النبى صلى الله عليه وسلم يعجبه الذراع قال وسم فى الذراع وكان يرىٰ ان اليهود سموه تفصیل اس قصہ کی یہ ہے جب خیبر فتح ہوا اور ایک یہودی عورت کو اپنے ذرائع سے اس کا علم ہوا حضور اقدس ﷺ کو ذراع (دست) کا گوشت پسندیدہ اور مرغوب ہے اور اس نے ظالمہ بکری ذبح کی اس کا گوشت بھونا اور اس میں ایک شدید قسم کا زہر ملا دیا خاص ذراع کے گوشت میں زہر بھی سم قاتل تھا پھر آپؐ کی دعوت کی اور بڑی محبت سے گوشت پیش کیا حضور اقدس ﷺ نے جوں ہی لقمہ لیا اور منہ میں رکھا ابھی نگلنے کی نوبت نہیں آئی تھی کہ اگل دیا بعض حضرات کہتے ہیں کہ کچھ نگل بھی لیا تھا مگر اس کو تھوک دیا اس موقع پر آپ نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ اس گوشت نے مجھے اطلاع دی ہے کہ اس میں زہر ہے مگر پھر بھی زہر کا کچھ نہ کچھ اثر تو پہنچ گیا تھا چنانچہ وہی زہریلا اثر زندگی بھر کبھی غالب ہو جاتا اور آپ کو اس سے تکلیف ہوتی تھی پھر حضور اکرمؐ کے مرض الوفات کے وقت یہی زہریلا اثر دوبارہ لوٹ آیا۔ اور آپؐ کی شہادت کا ذریعہ بنا۔ البتہ یہاں ایک علمی اشکال یہ ہے کہ اس روایت میں تو یہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ کو گوشت نے خود اطلاع دی تھی جبکہ بعض دیگر روایات میں یہ بھی آیا ہے کہ حضرت جبرائیلؑ نے آپ کو اطلاع فرمائی تھی بظاہر یہ تعارض ہے مگر در حقیقت دونوں روایات میں کوئی تعارض نہیں ہے۔ وجہ یہ ہے کہ اولاً گوشت نے خود بطور معجزہ کے آپکو بتادیا کہ میرے اندر زہر ہے اور پھر اسی بات کی حضرت جبرائیل نے بھی اطلاع دی ہو یا اس بات کی تصدیق کر دی ہو کہ گوشت کی اطلاع حقیقت پر مبنی ہے۔ بہر حال اب بات چل پڑی ہے تو واقعہ کا بقیہ حصہ بھی عرض کر دیا جائے تو تشنگی باقی نہ رہے گی۔

گوشت میں زہر ملائے جانے کی اطلاع کے بعد حضور اقدس ﷺ نے خود بھی اسے ترک فرمادیا اور ساتھیوں کو بھی کھانے سے منع فرمایا اس کے بعد اس عورت کو بلایا گیا اور اس سے پوچھا گیا کہ کیا واقعۃً اس گوشت میں زہر ملایا گیا ہے ؟ تو اس پر عورت نے جرم کا اعتراف کر لیا، مگر حضور اقدس ﷺ نے اپنی ذات کیلئے کبھی انتقام نہیں لیا اس لئے اس عورت کو اسی وقت معاف فرمادیا۔

البتہ بعض روایات میں آیا ہے کہ حضرت بشر بن براءؓ صحابی رسول اس زہر سے شہید ہوئے تو ان کی شہادت پر اس عورت کو تعزیراً یا قصاصاً قتل کر دیا گیا۔

ہاں ایک بات یہ بھی عرض کرنی ہے کہ ابن مسعود کی روایت میں جو یہ الفاظ نقل ہوئے ہیں کہ وکان یریٰ ان الیهود سموه حضرت ابن مسعود کا یہ کہنا کہ میرا گمان یہ ہے کہ یہودن نے زہر ملادیا ہوگا اس پورے واقعہ کی حقیقت ایک ظنی واقعہ میں بدل دیتا ہے مگر حقیقت یہ ہے کہ یہ ان کے خیال کی بنا پر ہے کیونکہ بظاہر ان کو محقق نہیں ہوا اور نہ اصل واقعہ محقق ہو چکا اور یہودن نے خود اعتراف کیا کہ ہم نے ایسا کیا ہے۔

معجزہ تکثیر طعام شمائل ترمذی میں حضرت ابو عبید سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے حضور اقدس ﷺ کیلئے ہانڈی پکائی چونکہ آپ کو بازو کا گوشت زیادہ پسند تھا اسلئے میں نے آپکو دست پیش کیا۔ پھر حضورؐ نے دوسرا طلب فرمایا میں نے وہ پیش کیا تو آپؐ نے مزید طلب کا اظہار فرمایا تو میں نے عرض کیا یارسول اللہ! بکری کے تو دو ہی ہاتھ ہوتے ہیں تب آپؐ نے فرمایا والذی نفسی بیده لو سکت لنا ولتنی اذراع مادعوت اس ذات پاک کی قسم جسکے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اگر تو چپ رہتا تو میں جب تک مانگتا رہتا اس دیگچی سے بکری کے ذراع نکلتے رہتے۔

حضرت ابو عبید کے اس کہنے پر کہ بکری کے تو دو ہی ہاتھ ہوتے ہیں آئندہ کا سلسلہ بند ہو گیا۔

اکرام تام توجہ اور فناء تام کا انعام خوارق عادات کا پیش آنا فناء تامہ کی وجہ سے ہوتا ہے اور اس جواب کی وجہ سے حضورؐ کی وہ توجہ جو پہلے سے تھی باقی نہ رہی اور توجہ کے انقطاع کی وجہ سے یہ چیزیں منقطع ہو گئیں علامہ مناوی کہتے ہیں کہ یہ حقیقت میں ایک انعام الٰہی تھا اگر یہ انقیاد تام کے ساتھ حضور اقدس ﷺ کے ارشاد کی تعمیل کرتے رہتے تو وہ باقی رہتا لیکن ان کی طرف سے

اعتراض کی صورت پیدا ہوئی جو موقع کے مناسب نہ تھی اس لئے وہ اکرام تام بھی منقطع ہو گیا۔

اسی قسم کے واقعات حضور اکرم ﷺ کی سیرت و سوانح کی کتب میں بکثرت ملتے ہیں۔ اور مختلف کتابوں میں ان کا ذکر آتا ہے قاضی عیاض نے بھی شفاء میں بعض واقعات کو تفصیل سے نقل کیا ہے مثلاً وہ نقل کرتے ہیں کہ حضرت ابو ایوب انصاریؓ نے ایک مرتبہ حضور اقدس ﷺ کی اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کی دعوت کی اور اتنا کھانا تیار کیا جو دو آدمیوں کے لئے کافی ہو سکتا تھا جب حضور اکرم ﷺ تشریف لائے تو ارشاد فرمایا کہ شرفاء انصار میں سے بھی تیس آدمیوں کو بلا کر لاؤ اور وہ بلا کر لے آئے تو ان کے کھانے کے بعد حضور اقدس ﷺ نے فرمایا اب مزید ساٹھ آدمیوں کو بلا کر لاؤ جب وہ فارغ ہوئے تو 180 آدمی مزید بلائے گئے اور یہ کھانا سب کیلئے کافی ہو گیا۔

حضرت سمرہؓ کی روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضور اقدس ﷺ کے پاس کہیں سے ایک پیالہ گوشت آیا اور وہ صبح سے لیکر رات تک مجمع میں برابر چلتا رہا مجمع آتا رہا اور اسی سے کھاتا رہا۔

اور یہ واقعہ تو مشہور ہے اور سب کو معلوم ہے کہ حضرت ابو ہریرہ کے پاس ایک تھیلی میں چند کھجوریں تھیں اور ان کی تعداد بھی دس دانوں سے زیادہ نہ تھی آپؐ نے ان سے دریافت فرمایا کہ کچھ کھانے کو ہے ؟ انہوں نے عرض کیا کہ چند کھجوریں اس تھیلی میں ہیں حضورؐ نے اپنے دست مبارک سے چند کھجوریں اس تھیلی سے نکالیں اور ان کو پھیلایا پھر دعا فرمائی۔ پھر ارشاد فرمایا دس دس افراد بلاتے رہو اور کھلاتے رہو۔ اس طرح وہ چند کھجوریں پورے لشکر کے لئے کافی ہو گئیں اور جو کھجور تھیلی میں باقی رہ گئیں وہ حضرت ابو ہریرہ کو واپس کر دی گئیں۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے اس موقع پر آپ نے یہ بھی ارشاد فرمایا اس تھیلی میں سے نکال نکال کر کھاتے رہنا اور اس کو الٹ کر خالی نہ کرنا چنانچہ حضرت ابو ہریرہؓ اس میں سے نکال نکال کر کھاتے رہتے تھے۔ خود حضرت ابو ہریرہؓ کا ارشاد ہے کہ میں نے حضور اقدس ﷺ کے زمانے میں پھر حضرات شیخین کے زمانہ خلافت میں، حضرت عثمان کے زمانہ خلافت میں نکال نکال کر کھائیں اور متفرق اوقات میں ان سے نکال نکال کر صدقہ بھی کیا مگر حضرت عثمان کی شہادت کے وقت وہ تھیلی مجھ سے گم ہو گئی۔ ابو ہریرہؓ اسی واقعہ کا ذکر کر کے روتے رہتے اور یہ شعر کہتے ہے

للناس هم ولی همان بینهم هم الجراب وهم الشیخ عثمانا

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ میری والدہ نے ایک ولیمہ میں ملیدہ تیار کیا اور ایک پیالہ میں ڈال کر وہ میرے ہاتھ حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں بھیجا آپؐ نے فرمایا یہ پیالہ رکھ دو فلاں فلاں شخص کو بلا لاؤ اور جو بھی تمہیں ملے اس کو بھی بلا لینا' میں ان لوگوں کو بلا کر لایا اور جو ملتا رہا اس کو بھی بھیجتا رہا حتی کہ جگہ لوگوں سے بھر گئی حضورؐ نے دس دس افراد کے حلقے بنائے اور انہیں ملیدہ پیش فرمایا جب سب شکم سیر ہو گئے تب آپؐ نے مجھے فرمایا اب اس پیالے کو اٹھالو حضرت انسؓ نے پیالہ اٹھالیا اور فرماتے ہیں کہ میں نہیں کہہ سکتا کہ وہ پیالہ ابتدا میں زیادہ بھرا ہوا تھا یا جس وقت میں نے اس کو اٹھایا اس وقت زیادہ پر تھا۔

<u>لفظ غبا کی بحث</u> غباً کا معنی قلیل اور شاذونادر کے ہیں ای لا یدیمون علیٰ اکله وهو من اوراد الابل ان تشرب یوماً وتدعه یوماً وفی غیره ان تفعل شی یوما وتدعه ایاماً بعض حضرات نے ورو دالابل مرة وترکها اُخری سے اس کی مراد کی توضیح کی ہے عرب اونٹوں کو جب پانی پلانے کے لئے لے جاتے تو وہ روزانہ کا معمول نہ تھا کئی کئی روز بعد پانی پلایا جاتا تھا اونٹ کو اللہ پاک نے یہ خصوصیت دی ہے کہ وہ کئی روز کا پانی اپنے کوہان میں جمع کر لیتا ہے طویل صحراؤں اور عربوں کے دشت وبیاباں میں یہ صبر و تحمل سے کام لیتا ہے اور اپنے کوہان میں ذخیرہ کیا ہوا پانی پیتا رہتا ہے ۔ذر غباً تزدد حباً بھی اسی سے ہے۔

☆ ☆ ☆ ☆

خط وکتابت کرتے وقت خریداری نمبر کا حوالہ ضروردیں۔